ایک تحقیقی تجزیہ

جھوٹ کا چسکا کذب کا ملکہ

کیا سیدنا اعلیٰ حضرت مولوی محمد یٰسین دیوبندی کے شاگرد تھے؟

از قلم صداقت رقم: ضیغم اہلسنت، صمصام المناظرین علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی، میلسی

حدیث شریف میں فرمایا: جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو شیطان اس کے لبوں پر شہد لگا دیتا ہے وہ جھوٹ بولنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ (ملخصا) ماہنامہ الخیر، ملتان، تھانوی حکیم الامت کے خلیفہ، جالندھری صاحب ملتانی کے خلف و معتمد مولوی محمد حنیف صاحب جالندھری کی ادارت میں شائع ہوتا ہے وہ اوران کے والد بظاہر نسبتاً اعتدال پسند معلوم ہوتے ہیں مگر ہمارا یہ اندازہ محض قیافہ ثابت ہوا کیونکہ ان کی زیر ادارت مجلّہ "الخیر" ملتان نے امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب محدث بریلوی قدس سرہ العزیز پر یہ مبنی بر کذب و افتراء الزام برائے الزام لگایا تھا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان نے مرتد و مردود مرزائی قادیانی وزیر خارجہ کے اشارہ پر پاکستان میں سب سے پہلے بعد اذان صلوٰۃ و سلام کی ابتداء کی۔ (ملخصا) اس بہتان عظیم اور افتراء ذلیل کا جواب متعدد سنی رسائل وجرائد میں دیا گیا۔ جس کے جواب الجواب سے اہل خیر المدارس آج تک عاجز و قاصر ہیں اور لب باندھے دم سادھے بیٹھے ہیں شرمناک عقل شکن الزام بے دریغ بے دغدغہ لگانا اور پھر الزام بھی اپنے گھر سے، اس کا ثبوت بھی اپنے گھر سے۔ یہ ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ لوگ اگر ایسی صریح الزام تراشی، بہتان طرازی نہ کریں تو حقیقت حال کی وضاحت کرنے کے لئے جواب دینے کی ضرورت ہی نہ ہو۔ اب حال ہی میں ماہنامہ "الخیر" ملتان کے محرم الحرام ۱۴۳۷ھ/ نومبر ۲۰۱۵ء کے شمارہ میں صفحہ ۳۴ پر یہ شرمناک الزام لگا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے کہ ان کا کوئی مولوی محمد یٰسین سرہندی دیوبندی (استاذ مولوی خیر محمد جالندھری) اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کا استاذ تھا اور اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ دیوبندی وہابی مولوی کے ابتدائی کتب میں شاگرد تھے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ مولوی محمد یٰسین دیوبندی کو بڑے ادب آمیز لہجہ میں خطوط لکھا کرتے تھے۔ (مرسلہ مولانا محمد عابد صاحب استاذ جامعہ خیر المدارس، ملتان) ملاحظہ ہو دیکھئے دعویٰ بھی اپنے گھر سے اور دلیل اور ثبوت بھی اپنے گھر سے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کو وصال فرمائے آج کم وبیش ۹۶ چھیانوے سال ہو گئے ہیں۔ ۹۶ سال بعد اس ڈھکوسلے کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ دنیا کو یہ باور کرایا جائے کہ سواد اعظم اہلسنت کے امام ومجدد و تاجدار، دیوبندی وہابی مولوی کے شاگرد تھے اور دیوبندی مولوی ان کے استاذ تھے۔ اس سے پہلے بھی آج سے چالیس سال قبل یہ مبنی بر کذب و افتراء مہم چلائی گئی تھی کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی دیوبند کے پڑھے ہوئے تھے۔ اور یہ کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ ہندوستان میں میری دو آنکھیں ہیں ایک مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور ایک مولانا رشید احمد گنگوہی۔ ہم نے ثابت کیا تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب

مہاجر مکی کا ایسا کوئی ارشاد نہیں اور اعلیٰ حضرت ایک منٹ بھی مدرسہ دیوبند میں نہیں پڑھے بلکہ آپ کا وہاں جانا بھی ثابت نہیں ہے۔

راد کو اس کا راوی گائیں
کیا بے پر کی اڑاتے یہ ہیں

"الخیر" کے مراسلہ نگار مدرس خیر المدارس نے یہ جو بے پر کی اڑائی ہے اس کا کوئی ثبوت مستند یا غیر جانبدار معتبر کتب کے حوالہ سے نہیں ہے جس طرح سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف مبارکہ ہیں۔ اسی طرح ماشاء اللہ وبفضلہٖ تعالیٰ اب سیدنا اعلیٰ حضرت کی ایک ہزار سے زائد سوانح عمریاں ہیں اور حیات اعلیٰ حضرت ومقام اعلیٰ حضرت پر ایک ہزار سے زائد کتب ورسائل بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں اس ڈھکوسلے اور کذب صریح پر مبنی مفروضے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ان لوگوں کو اس قسم کے دروغ بے فروغ میں مزہ آتا ہے۔

یہ نادان، انجان بھولے ہیں ایسے
کہ بس شیوہ دشمنی جانتے ہیں
بڑے پاکباز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

"الخیر" کے مراسلہ نگار اور خیر المدارس کے مفتری استاذ نے اپنی جان میں کوئی بڑا تیر مارا ہے اور یہ لرزہ خیز انکشاف کر کے کوئی منفرد کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ بے چارے مراسلہ نگار کی وقعت وحیثیت ہی کیا ہے؟ یہ تو لکیر کا فقیر ہے جو مکھیاں کتاب "تاریخ دار العلوم دیوبند" کے باپردہ نقاب پوش مصنف نے ماری تھیں وہ مراسلہ نگار مولوی عابد صاحب، استاذ خیر المدارس نے آنکھیں بند کر کے لکھ دیں۔ "الخیر" میں جو شرمناک مراسلہ شائع کیا وہ بعینہٖ وبلفظہٖ "تاریخ دار العلوم" کے پاکستانی وبھارتی ایڈیشن میں جوں کا توں موجود ومرقوم ہے جو سرخی ان کی وہی سرخی ان کی، جو فقرے جملے ان کے وہی فقرے اور جملے ان کے۔

نام ہی کا فرق ہے، تصویر ہے دونوں کی ایک

......ملاحظہ ہو۔

مولانا محمد یٰسین سرہندی ثم بریلوی کے زیر عنوان لکھا ہے:
بستی متصل سرہند کے رہنے والے تھے اولاً احمد حسن کان پوری سے پڑھا پھر دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ حضرت شیخ الہند (یعنی مولوی محمود الحسن) کے تلامذہ میں سے تھے۔ پہلے مدرسہ فیض عام کانپور میں درس دیا۔ پھر ۱۳۱۲ھ میں بریلی چلے گئے۔ وہاں مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا۔ نہایت نیک نفس اور مرنجان مرنج مگر بے حد صاف گو عالم تھے۔ ساری عمر درس وتدریس میں مصروف رہے۔ روہیل کھنڈ میں ان کا علمی فیض مدتوں تک جاری رہا۔ اور آج بھی ان کا جاری کیا ہوا مدرسہ تشنگان علوم کو سیراب کر رہا ہے۔ ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا عبد الرشید مرحوم کا بیان ہے، مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلی ابتدائی کتب میں ان کے شاگرد تھے اور مولانا خیر محمد صاحب جالندھری بھی ان کے حلقہ تلامذہ میں شامل تھے۔ ۷ صفر ۱۳۶۳ھ میں وفات پائی اور بریلی ہی میں جس کو انہوں نے وطن بنا لیا تھا اپنے مدرسہ ہی میں دفن ہوئے۔

(تاریخ دار العلوم دیوبند جلد ۲ ص: ۶۴)

ضروری وضاحت:

مدیر مجلّہ "الخیر" اور مراسلہ نگار کو معلوم ہونا چاہئے

نمبر ۱: سرہند شریف کے قریب بستی کا نام بسی شریف ہے جہاں مشہور وممتاز روحانی پیشوا حضرت خواجہ میاں علی محمد صاحب چشتی نظامی علیہ الرحمۃ تھے وہاں کے گاؤں کا نام بسی شریف ہے، بستی نہیں ہے۔

یہ "الخیر" اور مراسلہ نگار کی بھول اور سراسر لاعلمی ہے۔

نمبر 2: مولوی محمد یٰسین ابتداً سنی بریلوی افکار وعقائد کے حامل استاذ الاساتذہ علامہ احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے مگر افسوس کہ "الخیر" اور مراسلہ نگار نے علامہ احمد حسن کانپوری علیہ الرحمۃ کو عامیانہ انداز میں احمد حسن کانپوری لکھا ہے، مولوی محمد یٰسین کے استاذ کو رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں لکھا اور اپنے دیوبندی وہابی مولوی کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے جب کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کی بابت فرمایا: ان کی نسبت اچھی ہے۔ (قصص الاکابر ص: ۹۳)

جب کہ تھانوی حکیم الامت صاحب نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا...... میرا مسلک حضرت مولانا محمود الحسن کے مسلک سے ظاہراً مختلف تھا، ڈھکا چھپا نہ تھا۔

(الافاضات الیومیہ ص: ۵۹ وصفحہ ۲۲۹ وقصص الاکابر ص: ۲۰۵)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں "اکثر لوگ حضرت مولانا (محمود الحسن صاحب) دیوبندی کو فخر سے شیخ الہند کہتے ہیں۔ نسبت بھی کی تو کفر کے مسلک سے کی۔ یہ کونسے فخر کی بات ہے؟ اصل میں یہ (شیخ الہند) نیچریوں کا لقب تجویز کیا ہوا ہے مگر افسوس اپنی جماعت کے لوگ بھی بڑے فخر سے شیخ الہند کہتے ہیں۔" ملخصاً

(از الافاضات الیومیہ صفحہ: ۹۶، وصفحہ ۲۸۵ وقصص الاکابر ص: ۲۰۵)

لیکن اس کے برعکس تھانوی صاحب کے خلیفہ ومرید جالندھری صاحب کے خلف اور مدرسہ کے استاذ اور "تاریخ مدرسہ دیوبند" کے مرتب اپنے حکیم الامت کے برعکس ان کے مسلکی مخالف کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ لکھتے اور کہتے ہیں۔ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ ہمیں اصل میں جو کچھ واضح کرنا ہے، وہ یہ ہے۔

خامہ کس قصد سے اٹھا تھا، کہاں جا پہنچا

آمدم بر سر مطلب:

اولاً تو مدیر "الخیر" اور مراسلہ نگار کو چاہئے کہ وہ اپنے اتنے بڑے دعویٰ پر کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولوی محمد یٰسین دیوبندی وہابی کے شاگرد تھے، کوئی معقول ومستند دلیل لائیں۔ دوم وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے جو خطوط مولوی عبد الرشید کے پاس محفوظ ہیں وہ فوٹو کر کے من وعن شائع کر دیں۔ سوم یہ بھی بتائیں کہ جب اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ بھی بریلی شریف میں تھے اور مولوی محمد یٰسین صاحب بھی سرائے خام محلہ بریلی میں تھے تو ڈاک کے ذریعہ خطوط ارسال کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

سب سے اہم بات یہ ہے کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز تو تیرہ سال دس ماہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات جملہ علوم وفنون پڑھ کر فارغ ہو چکے تھے زبر وبینات سے تعویذ تاریخ اور دوسرا مادہ تاریخ بحساب ابجد غفور ہے یعنی سن فراغت از تحصیل علوم ۱۲۸۶ھ ہے تو پھر عقل وشعور اور فہم وفراست کی دنیا میں بقائمی ہوش وحواس کوئی کس طرح یہ تسلیم کرے گا کہ ۱۲۸۶ھ میں جملہ علوم وفنون سے فارغ التحصیل ہونے والا عالم ۱۳۱۲ھ میں مولوی محمد یٰسین صاحب سے ابتدائی درسی کتب پڑھ رہا تھا اس پر بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ ثبوت وحوالہ جات کے لئے دیکھو۔ حیات اعلیٰ حضرت مظہر المناقب جلد اول: ۳۳ مطبوعہ کراچی ومطبوعہ لاہور۔ از ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین فاضل بہاری قدس سرہ اور دیکھو سوانح مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا۔ اور دیکھو مجدد اسلام از علامہ مفتی بدر الدین احمد گورکھپوری وعلامہ محمد صابر القادری نسیم بستوی ومعارف رضا۔ ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد

رضا وغیرہم بکثرت کتب سوانح میں سن فراغت از جملہ علوم وفنون ۱۲۸۶ھ مرقوم وموجود ہے۔ خدا جانے ان کے کان میں کس ٹیچی ٹیچی نے ۱۳۱۲ھ ابتدائی کا دور ڈال دیا؟ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کذب وافتراء ان کی روحانی غذا ہو گیا
خدا جانے ان کو کیا ہو گیا

کان کھول کے سنو اور آنکھیں کھول کے پڑھو۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے اساتذہ میں صرف یہ اساتذہ کرام ہیں:

(۱)......قرآن مجید ناظرہ کے ایک مقامی بزرگ استاد

(۲)......مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے میزان ومنشعب وغیرہ چند کتب پڑھیں ابتدائی چند کتب کے بعد تمام کتب دینیات ودرسیات کی تکمیل اپنے عظیم وجلیل فاضل ومحقق والد رئیس الاتقیاء علامہ مفتی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۶ھ متوفی ۱۲۹۶ھ سے فرمائی۔ علم جفر حضور سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ اور دیگر علوم وکتب تصوف خسرو اولیاء سیدنا سید شاہ آل رسول قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھیں۔ آپ کے عظیم وجلیل اساتذہ میں گنتی کے یہ چند ۵ نفوس قدسیہ ہیں۔ جن میں مولوی محمد لیٰسین دیوبندی وہابی کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔ یہاں اس ناپاک الزام کا بھی صفایا کرتا چلوں کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کے بابرکت اساتذہ میں ایک ۸۰ سالہ بزرگ مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف کے ساکن تھے۔ بعد میں کلکتہ (ہیوڑہ) چلے گئے ہمارا مد مقابل طائفہ دیوبندی وہابی غیر مقلد عاقبت نا اندیشی کے باعث عامہ مسلمین جمہور اہلسنت کو دھوکہ دینے کے لئے چھاپ دیا کرتے ہیں کہ خاں صاحب بریلوی، مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے چھوٹے بھائی مرزا غلام قادر کے شاگرد تھے۔ معاذ اللہ مرتد قادیانی صرف مرزا غلام قادر قادیانی تھا۔ جب کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے استاد مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی تھے۔ وہ قادیانی تھا، یہ بریلوی تھے۔ وہ قادیانی ۴۵ سال کی عمر دنیا مگر پنجاب میں تھانیداری سے معزول ہو کر مرا اور جہنم رسید ہوا اور یہ بریلوی بزرگ کلکتہ تشریف لے جا کر سو سال سے زائد عمر پا کر فوت ہوئے۔ وہ مرزا غلام احمد کو نبی ماننے والا تھا یہ اسے دجال ومرتد ماننے والے تھے۔ مگر یہ لوگ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے اور کھلم کھلا دھوکہ دیتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان مرزا قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر کے شاگرد تھے۔ کبھی کہتے ہیں مرزا قادیانی کے بھائی سے پڑھا کبھی کہتے ہیں۔ مولوی محمد لیٰسین دیوبندی وہابی سے پڑھا۔ وہ بھی جھوٹ یہ بھی جھوٹ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جھوٹے کی پہچان، مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

اور جنیے بار بار سینے بغور پڑھئے:

''مولانا مولوی محمد حسین صاحب چشتی نظامی فخری موجد طلسمی پریس میرٹھی ثم الاجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ۱۴ شوال ۱۳۲۲ھ ۳۱ اگست ۱۹۴۷ کو میری عمر ۷۴ سال ہے ۱۳۱۲ھ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل فتاویٰ کی خدمت انجام دیتا تھا۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص: ۳۰)

بتایا جائے کہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی کیا ۱۳۱۲ھ میں ان پڑھ ہو کر فتاویٰ لکھتے تھے؟ یا پھر جملہ درس نظامی کی کتب کی تکمیل کے بعد ۱۳۱۲ھ میں از سر نو مولوی محمد لیٰسین دیوبندی سے ابتدائی درسی کتب پڑھنے لگے تھے۔ کچھ تو عقل سے کام لو۔

یاد رکھو اور اپنی ریاضی دانی کا ماتم کرو:

۱۲۸۶ھ میں سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ تمام درسیات جملہ فنون سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور مولوی محمد لیٰسین خود ان

کے اپنے بقول ۱۳۱۲ھ میں کانپور، دیوبند کا چکر کاٹ کوٹ کے بریلی آتے ہیں۔ کیا آتے ہی اعلیٰ حضرت کو پڑھانا شروع کر دیا تھا؟ غور کرو سوچو سمجھو۔ سن ۱۲۸۶ھ تا ۱۳۱۲ھ تک ۲۶ سال بنتے ہیں اور فارغ ہونے کے وقت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عمر شریف ۱۴ سال تھی۔ چودہ سال میں ۲۶ سال جمع کرو بتاؤ چالیس بنتے ہیں یا نہیں؟ دماغ پر زور دے کر بتاؤ کہ کیا سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے چالیس سال کی عمر میں ابتدائی کتب مولوی محمد لیٰسین سے پڑھنی شروع کی تھیں؟ بتاؤ عقل سے فارغ ہو یا عقل میں دیوبند ہے؟ تعجب ہے کیا جھاڑو کی سینک سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نیزہ کی مار کا جواب دینا چاہتے ہو؟ سچ ہے اور حق ہے کہ ۔

تیرے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

پڑھتا جا شرماتا جا:

سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کو مولوی محمد لیٰسین کا شاگرد بتانے والے کی عقل کیا بالکل ہی چوپٹ ہوگئی؟ دیدہ دلیری اور سینہ زوری سے لکھتے ہیں کہ ۱۳۱۲ھ میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مولانا محمد لیٰسین دیوبندی سے ابتدائی درسی کتب پڑھیں۔ اب دیکھئے اور قلب و جگر کو مجتمع کر کے پڑھئے کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت نے ۱۳۱۱ھ میں طویل وضخیم کتاب الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء، ارقام فرمائی جس کا سن تالیف بحساب ابجد ۱۳۱۱ھ ہے اور ''اکمال الطامہ علی شرک سوی بالامور العامہ سن تالیف بحساب ابجد ۱۳۱۱ھ ہے اور اسی طرح طویل وضخیم کتاب حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات کے دیباچہ میں صفحہ ۳ پر ۱۳۱۵ھ لکھا ہے تو کیا سیدنا اعلیٰ حضرت نے اپنی تعلیم کی ابتداء وآغاز سے علی الترتیب ایک سال اور سات سال سے پہلے کتابیں لکھنا شروع کر دی تھیں؟

آیئے ملاحظہ فرمایئے! یہ ہے سیدنا اعلیٰ حضرت کا عالمگیر آفاقی شہرت کا حامل فتاوی بنام تاریخی العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ۔ اس میں صفحہ ۴۸ پر ایک استفتاء بتاریخ ۳۰ ربیع الاوّل شریف ۱۳۰۸ھ کا جواب ہے۔ ایک استفتاء بتاریخ ۴ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ پھر ایک اور استفتاء ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ کے جوابات ہیں۔ اسی طرح بکثرت فتاویٰ اعلیٰ حضرت ۱۳۱۲ھ سے پہلے کے ہیں اور فتاویٰ کے آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلم فیض رقم سے آخر محرم الحرام ۱۳۰۷ھ ہے اگر حضور سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے فتاویٰ رضویہ شریف کی ۳۰، تیس طویل وضخیم کتابوں جلدوں کا مطالعہ کیا جائے ہزاروں فتاویٰ ایسے ملیں گے جس میں وہابیہ الخیر کی بتائی ہوئی تاریخ ابتداء تعلیم ۱۳۱۲ھ سے پہلے اور بہت پہلے کے تحریر فرمودہ ہیں۔ اسی طرح اگر ہمیں اختصار مانع نہ ہوتا اور آپ کی سینکڑوں کتابوں کا سن تالیف معلوم کرتے تو زیادہ نہیں سوڈیڑھ سو کتابیں تو ضرور ایسی ملتیں جن کا سن تالیف ''الخیر'' اور ''تاریخ دار العلوم دیوبند'' کے مرتب کی بتائی ہوئی تاریخ ۱۳۱۲ھ سے بہت پہلے کا ہے۔ اب ماہنامہ ''الخیر'' کا مدیر اعلیٰ اور مراسلہ نگار خود بتائیں کہ کیا امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے تحصیل علم کے آغاز ۱۳۱۲ھ سے پہلے اور بہت پہلے بلکہ کیا ولادت شریف سے بھی پہلے کتابیں اور فتاویٰ تحریر فرمانے شروع کر دیئے تھے۔ یہ تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی روشن و درخشاں کرامت ہوئی کہ اپنی تعلیم کے آغاز اور تعلیمی ابتداء اور بسم اللہ خوانی سے پہلے کتابیں اور فتاویٰ لکھنے شروع فرما دیئے تھے؟ بتاؤ اب آپ کے اس مفروضہ اور ڈھکوسلا کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے کہ ۱۳۱۲ھ میں مولوی محمد لیٰسین دیوبندی وہابی بریلی آئے اور مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ابتدائی کتب میں

ان کے شاگرد تھے اور مولانا احمد رضا خان صاحب مولانا محمد یٰسین دیو بندی کو بڑے ادب آمیز لہجہ میں خط لکھا کرتے تھے۔

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

ویسے بھی دنیا جانتی اور مانتی ہے کہ ابلیس لعین مردود معلم الملکوت تھا تو جب وہ مردود ہوگیا، راندۂ درگاہ الٰہی ہوا تو قابل تعظیم وقابل عبرت رہا۔

یاد رہے کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتویٰ امکان کذب باری تعالیٰ، فتویٰ وقوع کذب باری تعالیٰ پر اکابر علماء حرمین طیبین کے فتاویٰ مبارکہ کے بعد بنیادی اور اصولی اختلافات کے بعد بریلی شریف میں اعتقادی ونظریاتی فاصلے بہت زیادہ ہوگئے۔ جس میں اصل بنیادی مسئلہ توہین اور تکفیر نمایاں رہا۔ ۲۵-۱۳۲۴ھ میں حرمین طیبین کے اکابر ومقتدر علماء وفقہاء اور اعاظم ائمہ ومحدثین ومفتیان کرام کے حکم شرعی سے پہلے فروعی، جزوی اختلافات تو تھے مگر اجتناب واحتراز کلی نہ تھا اسی بنیاد پر مولوی محمد یٰسین دیو بندی، سنی بریلوی افکار ونظریات کے حامل اور امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے نہایت قریبی دوست اور معتقد ومخلص استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کو گئے اور جملہ علوم وفنون اور درس نظامی کی تعلیم وتکمیل کانپور میں کی۔ یہ بات محض ہماری ہوائی فائرنگ نہیں ہے۔ اس کا ناقابل تردید ریکارڈ وشواہد موجود ہیں۔ ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین احمد فاضل بہاری مولف صحیح البہاری رحمۃ اللہ علیہ جو ابتدائی کتب میں مولوی محمد یٰسین کے شاگرد ہیں، رقمطراز ہیں

''۱۳۱۲ھ میں ایک اور مدرسہ سرائے خام (بریلی شریف کا ایک محلہ) میں قائم ہوا اس کے بانی استاذی مولوی محمد یٰسین صاحب پنجابی شاگرد رشید حضرت استاذی مولانا احمد حسن صاحب کانپوری تھے۔ یہ (مولوی محمد یٰسین صاحب) ایک زمانہ (کافی عرصہ) تک تو خاموشی کے ساتھ صرف درس وتدریس میں مشغول تھے۔

میرے استاذ جناب مولوی محمد یٰسین صاحب بھی انہیں لوگوں میں سے تھے کہ کانپور میں حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے کتابیں تمام کیں۔ چند دنوں کے لئے دیو بند جاکر دورہ میں شرکت کی۔ ان کی دستار بندی دیو بندیوں نے کردی تھی۔ ورنہ پہلے ان کے تعلقات اعلیٰ حضرت سے بہت اچھے تھے اور اعلیٰ حضرت کو بمنزلہ اپنے استاد کے سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری اعلیٰ حضرت کی بے حد عزت کرتے تھے اور بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔'' (مظہر المناقب جلد اوّل ص ۲۱۱)

علامہ احمد حسن کانپوری کے سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت سے نہایت دوستانہ تعلقات تھے اور اعلیٰ حضرت کی مساعی جمیلہ اور مسلسل کاوشوں سے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری نے ندوہ مختلف مسالک کی کھچڑی کو چھوڑا۔ خود امام اہلسنّت مجدد دین وملت فرماتے ہیں۔ ''ندوہ کھچڑی پہلے بعض اہل سنت بھی دھوکے سے اس (ندوہ) میں شامل ہوگئے تھے جیسے مولوی محمد حسین الہٰ آبادی، مولوی احمد حسن کانپوری اور مولوی عبد الوہاب صاحب لکھنوی (یہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے والد صاحب تھے) اس کی (تردیدی) اشاعتوں پر اطلاع پاکر یہ لوگ (ندوہ سے) علیحدہ ہوگئے۔ مولانا احمد حسن صاحب مرحوم ندوہ عظیم آباد کے (جلسہ) کے بعد بریلی تشریف لائے۔ شعبان کا آخری عشرہ تھا۔ میں اپنی مسجد میں معتکف میں نے (ان کی آمد کی) خبر سنکر خط لکھا۔ جس میں القاب یہ تھے:

احمد السیرۃ حسن السیر یرۃ غیر شرکۃ الندوۃ المسیرۃ۔ اس میں احمد حسن نام بھی نکلا اور معنی یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود مگر ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود، میری ان کی دوستی تھی۔

ان القاب کو دیکھ کر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اس سے توبہ کرلی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم ندوہ سے یہ کہہ کر اٹھا ہوں۔ ''مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کے آگے میں اور آپ ہوں گے۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد اوّل ص ۲۳۱)

تو ثابت کیا ہوا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولوی محمد یٰسین دیوبندی کے شاگرد نہیں بلکہ مولوی محمد یٰسین دیوبندی سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دوست اور ان کے ہم مسلک و ہم عقیدہ سنی بریلوی افکار کے حامل مولانا احمد حسن کانپوری کے شاگرد تھے اور بانی خیر المدارس جو مولوی محمد یٰسین صاحب کے شاگرد تھے وہ سنی بریلوی عالم دین مولانا احمد حسن کانپوری کے پوتے شاگرد یعنی نبیرہ شاگرد ہوئے۔ ان شواہد سے ثابت ہوا کہ خیر المدارس کے تمام فضلاء فارغ التحصیل علماء جو مولوی خیر محمد صاحب جالندھری کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں وہ سیدنا اعلیٰ حضرت کے دوست اور سنی بریلوی عقائد وافکار کے حامل و عامل علامہ احمد حسن کانپوری مرحوم کے شاگردوں کے شاگرد اور پھر شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مجلّہ ''الخیر'' نے تو محض ایک مفروضہ چھوڑا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ مولوی محمد یٰسین کے ابتدائی کتابوں میں شاگرد تھے یہ ڈھکوسلا ایک کمزور سہارا ہے کہ دنیا کو یہ باور کرایا جائے کہ اہلسنت کے امام ومجدد دیوبندی وہابی علماء کے شاگرد تھے اور وہابی ان کے استاد تھے اگر یہی بات ایک دلیل ہے تو سنئے جناب نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کے دادا جان محمد بخش اور ان کے آباؤ اجداد میں میاں شیخ محمد بخش اور ان کا بھائی خواجہ بخش ہیں اور جناب گنگوہی صاحب کے دادا جان قاضی پیر بخش صاحب اور انہی گنگوہی صاحب کی والدہ ماجدہ کے والد یعنی گنگوہی صاحب کے نانا فرید بخش تھے۔

دیکھو سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۵ صفحہ ۱۱۳، صفحہ ۱۱۵۔ یہ سب نام سنی بریلوی طرز کے ہیں جب کہ فتاویٰ رشیدیہ، تقویۃ الایمان، امداد الفتاویٰ کی روشنی میں یہ سب نام شرک پر مبنی ہیں تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمام اکابر دیوبند، بریلوی بزرگوں کی اولاد ہیں؟ علاوہ ازیں جناب گنگوہی صاحب کے اساتذہ میں مولوی محمد بخش صاحب رام پوری اور مولوی محمد غوث صاحب اور مولوی قلندر بخش صاحب تھے۔

(تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۶۔۲۷)

یہ سب نام سنی بریلوی طرز پر ہیں اور وہابیہ کے ہاں مبنی برشرک ہیں۔ اب فرمایئے اکابر دیوبند بریلویوں کے شاگرد ہیں یا نہیں؟

ہماری گزارش یہ ہے کہ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے متعلق صریح کذب بیانی اور اتہام طرازی سے کام کیوں لیا جاتا ہے؟ جو ہمیں وضاحت کرنی پڑی۔ ماہنامہ ''الخیر'' اور ''تاریخ دار العلوم دیوبند'' تو ۶۵ سال کے بعد آج یہ نئی الزام تراشی کررہے ہیں۔ لیکن آج سے کم وبیش ایک سو سال قبل مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے ''تذکرۃ الرشید'' میں خوف خدا اور عذاب آخرت سے بے نیاز ہوکر یوں الزام تراشی کی تھی۔ ''مولوی احمد رضا صاحب کو مرض جذام لاحق ہوا اور خون میں فساد آیا۔ بریلوی مولوی کوڑھی ہوگئے'' ملخصاً۔ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۸۲۔۸۳)

لہٰذا اس کذب قبیح کا جواب ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین فاضل بہاری رحمۃ اللہ علیہ کو حیات اعلیٰ حضرت جلد اوّل ص ۷۰، ۷۱ پر دینا پڑا۔ ہم کہتے ہیں ایسی دروغ گوئی سے کیوں کام لیا جاتا ہے؟ ہم اپنے دفاع کی پوزیشن میں ہیں۔ ہمیں اپنے دفاع کا حق حاصل ہے اس لئے یہ ضروری وضاحت کررہے ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

کانگریسی گاندھوی صدر دشیخ الحدیث کی کذب بیانی

واتہام طرازی ملاحظہ ہو وہ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے دلائل وحقائق سے بے بس اور عاجز ہو کر سینہ زوری سے عذاب قبر وحشر وآخرت سے بے نیاز ہو کر بے دھڑک دورغ گوئی سے کام لیتا ہوا لکھتا ہے اور وہمی خیالی اختراعی کتابوں کے حوالے دیتا ہوا لکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کے جد طریقت سیدنا سید شاہ حمزہ قادری مارہروی قدس سرہ کے ذمہ ایک فرضی کتاب ''خزینۃ الاولیاء'' اور اعلیٰ حضرت کے جد امجد امام العلماء مولانا شاہ رضا علی خان صاحب قدس سرہ کے ذمہ ایک فرضی کتاب ''ہدایۃ الاسلام'' اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد رئیس الاتقیاء مولانا مفتی علامہ شاہ نقی علی خان صاحب قدس سرہ کے ذمہ دیدہ دانستہ ایک فرضی خیالی کتاب ''تحفۃ المقلدین'' اور ایک کتاب ''ہدایۃ البریۃ'' اور ایک وہمی خیالی فرضی کتاب حضور غوث الثقلین قطب الکونین غوث اعظم غوث الارض والسماء سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ ''مراۃ الحقیۃ'' لگائی ان پانچوں کتابوں کے صفحہ وسطر ومطبوعہ تک فرضی لکھ دیئے۔

(دیکھو الشہاب الثاقب صفحہ ۹۸ و صفحہ ۹۹ مطبوعہ دیوبند، یوپی)

اس افتراء پردازی کا مدلل ومسکت جواب فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں دیا گیا اور فاضل اجل محقق بے بدل علامہ شاہ محمد اجمل سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے حقائق الدین ورد الشہاب الثاقب میں دیا اور فقیر قادری گدائے رضوی نے محاسبہ دیوبندیت جلد دوم میں مدلل ومفصل طویل معرکۃ الآراء جواب دیا۔ جس کے جواب الجواب کی کسی کو جرأت وہمت نہ ہوئی اور ان کا ہر آنے والا نو مولود مصنف نئی سے نئی الزام تراشی کر دیتا ہے۔

جب وہ پوچھے گا سر محشر بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

معروضات مذکورہ بالا کا ماحصل یہ نکلا کہ ہمارے مد مقابل طائفہ کو بے دریغ جھوٹ بولنے کا چسکا پڑا ہوا ہے اور صریح کذب وافتراء کرنے کا بہت بہت ملکہ ہے اور خود بدولت سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو بھی مدت العمر، ان سے یہ شکایت رہی۔ ان کے دلائل قاہرہ کی مار سے عاجز آ کر افتراء ہی کیا کرتے ہیں۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود ارقام فرماتے ہیں ''ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علماء اہلسنت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حیاء اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امدا داللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا تھا۔ جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا۔ اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک ان میں کے بعض بزرگوں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسن صاحب الہ آبادی مرحوم ومغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے آیۃ کریمہ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ پر عمل فرمایا۔ خط لکھ کر دریافت کیا یہاں سے رسالہ نحا البری عن وساوس المفتری لکھ کر ارسال ہوا مولانا (محمد حسین الہ آبادی) نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تازیانہ بھیجا الغرض ایسے ہی

افتراء اٹھا کرتے ہیں۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِیْ الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ. جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

(تمہید ایمان صفحہ:۴۰-۴۱)

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ آج بفضلہٖ تعالیٰ مجدد اعظم امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور جلالت شان کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج رہا ہے میری حقیر معلومات کے مطابق روئے زمین پر ۴۵ سے زائد ممالک میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا عرس سراپا قدس یوم رضا۔ امام احمد رضا کانفرنسوں، یوم مجدد اعظم عرس مجدد اعظم امام اہلسنت کانفرنس کی صورت میں منایا جاتا ہے۔ پاک ہند کے ایک ایک شہر میں کئی کئی جگہ عرس قادری رضوی و یوم رضا کے پروگرام فیض بخش عام ہوتے ہیں سیدنا اعلیٰ حضرت کے نام پر ہزاروں مدارس دینیہ اسلامیہ قائم ہیں جس طرح خود بدولت سرکار اعلیٰ حضرت کی اپنی ایک ہزار سے زائد تصانیف مبارکہ ہیں اسی طرح اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ کی سیرت مقدسہ وحیات طیبہ پر بھی ایک ہزار سے زائد تصانیف لکھی جا چکی ہیں ان کے نام نامی پر ہزاروں ادارے قائم ہیں ان کی یاد میں ان کے نام پر پچاسوں دینی مذہبی رسالے شائع ہو رہے ہیں اگر مولوی محمد یٰسین صاحب دیوبندی اعلیٰ حضرت کے استاذ ہوتے وہ کیوں گوشہ گمنامی میں چلے گئے؟ ان کا تو کہیں شہرہ چرچا نہیں انہیں تو کوئی محلہ سرائے خام یا خام سرائے سے آگے خود شہر بریلی شریف کی فضاؤں میں کوئی نہیں جانتا سیدنا اعلیٰ حضرت کی سندیں دنیا بھر کے مرکزی دینی مدارس عربیہ میں دی جاتی ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلفاء کی خلافتیں آج دنیا بھر کے علماء و مشائخ کے پاس ہیں اور ایک زمانہ فیض یاب و مستفید ہو رہا ہے مگر سرائے خامی کو کوئی جانتا ہی نہیں اور حق اور سچ یہی ہے ۔

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اور یہ کہ۔

وادی رضا کی ، کوہ ہمالیہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
اگلوں نے تو لکھا ہے بہت علم دین پر
جو کچھ بھی اس صدی میں ہے، سارا رضا کا ہے

اور یہ کہ ۔

اے رضا روز ترقی پہ ہے چرچا تیرا
اوج اعلیٰ پہ چمکتا ہے ستارا تیرا
اہلسنت کے دلوں میں ہے محبت تیری
دشمن دین کو سدا رہتا ہے کھٹکا تیرا

جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ میں جشن عید میلاد النبی ﷺ

۱۰ ربیع الاول بروز منگل دس بجے بزم محدث اعظم کے زیر اہتمام جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں عظیم الشان ریلی نکالی گئی۔ جامعہ ہذا کے مدرسین مولانا عبد اللطیف سعیدی، مولانا شاہد عمران، مولانا طاہر مدنی، مولانا رفاقت علی قادری، مولانا سید محمد حیدر رضا شاہ، اور ناظم جامعہ محمد ایاز عباسی صاحب نے خصوصی شرکت کی ابو الحسنین محمد فضل رسول رضوی اور مولانا محمد رمضان رضوی نے ریلی سے خطاب کیا۔